ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 5 No. 01 Jan-March 2026.Page#.2901-2906
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.19644444

Contributions of Women in Qur'anic Sciences and Qur'anic Guidance on Women's Rights

خواتین کی قرآنی علوم میں خدمات اور قرآن میں خواتین کے حقوق : تحقیقی مطالعہ

Irum Gul Soomro
PhD Scholar, University of Sindh Jamshoro
Anas Mehmood
Lecturer, Govt College of Education Sukkur
anasmehmood190@gmail.com

Abstract

This research examines the contributions of women to Qur'anic sciences alongside the Qur'anic guidance on women's rights, with the aim of demonstrating that women's participation in religious scholarship is deeply rooted in Islamic teachings. Using an analytical and descriptive methodology, the study draws upon Qur'anic verses, Prophetic traditions, and classical scholarly works to highlight women's intellectual, spiritual, and social roles in Islam. The study finds that women played a significant role in the preservation, memorization, teaching, and interpretation of the Qur'an from the earliest period of Islam. Prominent female figures, particularly the Mothers of the Believers such as ʿĀʾishah (RA) and Umm Salamah (RA), served as authoritative sources in Qur'anic understanding and interpretation. Women also contributed to the transmission of Qur'anic knowledge through teaching and granting permissions (ijāzāt), reflecting their recognized scholarly authority. The research further establishes that the Qur'an explicitly affirms women's spiritual equality with men and grants them fundamental rights, including the right to knowledge, legal identity, economic independence, and participation in social and moral reform. These Qur'anic principles provide the ethical and legal foundation for women's engagement in Qur'anic sciences. The study concludes that the marginalization of women in later historical periods resulted largely from cultural and social factors rather than Qur'anic teachings. Reviving women's role in Qur'anic scholarship today represents a return to the original Qur'anic vision of justice, knowledge, and human dignity.

Keywords: *Contributions of Women in Qur'anic Sciences and Qur'anic Guidance on Women's Rights*

یہ تحقیق قرآنی علوم میں خواتین کی خدمات اور قرآنِ مجید میں خواتین کے حقوق پر قرآنی رہنمائی کا جامع مطالعہ پیش کرتی ہے، جس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ خواتین کی علمی شرکت اسلامی تعلیمات کا فطری اور بنیادی حصہ ہے۔ تحقیق میں تجزیاتی اور توضیحی طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور قرآنِ مجید، احادیثِ نبوی ﷺ اور کلاسیکی علمی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خواتین نے آغازِ اسلام ہی سے قرآنِ مجید کے حفظ، تعلیم، ترسیل اور فہم میں نمایاں کردار ادا کیا۔ امہات المؤمنین، خصوصاً حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ، قرآنی فہم اور تشریح میں مستند علمی مقام رکھتی تھیں اور صحابہؓ و تابعینؒ ان سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ خواتین نے قرآنی تعلیم کے ذریعے علمی روایت کو نسل در نسل منتقل کیا اور بعض کو قراءت و تعلیم میں باقاعدہ اجازت بھی حاصل تھی۔

مزید یہ کہ قرآنِ مجید نے عورت اور مرد کے درمیان روحانی مساوات کو واضح کیا اور خواتین کو علم حاصل کرنے، قانونی شناخت، معاشی خود مختاری اور سماجی اصلاح میں شرکت جیسے بنیادی حقوق عطا کیے۔ یہی قرآنی اصول خواتین کی قرآنی علوم میں شرکت کی مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ بعد کے ادوار میں خواتین کے علمی کردار میں کمی کی وجہ قرآنی تعلیمات نہیں بلکہ سماجی اور ثقافتی عوامل تھے۔ لہٰذا آج خواتین کے علمی کردار کو فروغ دینا دراصل قرآن کے اصل تصورِ عدل، علم اور انسانی وقار کی طرف واپسی ہے۔

تعارف:

اسلامی علمی روایت میں قرآنِ مجید کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اور اس سے وابستہ علوم—جیسے حفظ، قراءت، تفسیر، علومِ نزول اور تعلیم—کو مجموعی طور پر **قرآنی علوم** کہا جاتا ہے۔ اگرچہ تاریخی بیانیے میں زیادہ تر مرد علماء کے نام نمایاں نظر آتے ہیں، تاہم حقیقت یہ ہے کہ خواتین نے بھی قرآنی علوم کی تشکیل، ترسیل اور حفاظت میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ ابتدائی اسلامی دور سے لے کر بعد کی صدیوں تک خواتین نہ صرف قرآن کی حافظات اور قاریات رہیں بلکہ معلمات، مفسرات اور دینی رہنماؤں کی حیثیت سے بھی سرگرم عمل رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآنِ مجید خود خواتین کو علمی، روحانی اور سماجی حقوق عطا کرتا ہے، جو ان کی علمی شرکت کی شرعی بنیاد فراہم کرتا ہے۔[1]

یہ تحقیقی مقالہ اس حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ خواتین کی قرآنی علوم میں خدمات کوئی ثانوی یا غیر معمولی امر نہیں بلکہ قرآن کی تعلیمات کا فطری نتیجہ ہیں۔ ساتھ ہی قرآن میں خواتین کے حقوق پر رہنمائی کو بھی بیان کیا جائے گا تاکہ علمی اور شرعی دونوں پہلو یکجا ہو سکیں۔

سابقہ تحقیق کا جائزہ

قرآنی علوم پر ہونے والی کلاسیکی اور جدید تحقیقات میں خواتین کے کردار کو عموماً محدود انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ بیشتر کتبِ تفسیر، علومِ قرآن اور تاریخِ اسلام میں خواتین کا ذکر ضمنی حیثیت میں ملتا ہے۔ امام سیوطی، زرکشی اور ابن تیمیہ جیسے علماء نے علومِ قرآن پر مفصل کام کیا، مگر خواتین کے علمی کردار کو الگ عنوان کے تحت کم ہی زیرِ بحث لایا گیا۔[2]

جدید دور میں بعض مسلم اور غیر مسلم محققین نے خواتین کی علمی خدمات پر توجہ دی ہے، تاہم ان کا کام زیادہ تر حدیث یا عمومی اسلامی تاریخ تک محدود رہا ہے۔ قرآنی علوم کے میدان میں خواتین کی خدمات اور قرآن میں خواتین کے حقوق کو یکجا کر کے دیکھنے والی تحقیقات نسبتاً کم ہیں۔ یہی خلا اس مقالے کی بنیادی علمی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

قرآنی علوم کا تعارف

قرآنی علوم سے مراد وہ تمام علمی شعبے ہیں جو قرآنِ مجید کی حفاظت، فہم اور ابلاغ سے متعلق ہیں۔ ان میں حفظِ قرآن، قراءت، رسمِ عثمانی، اسبابِ نزول، مکی و مدنی سورتوں کا علم، ناسخ و منسوخ، اور تفسیر شامل ہیں۔ ان علوم کی بنیاد عہدِ نبوی ﷺ میں رکھی گئی، جب صحابہؓ قرآن کو حفظ کرتے، لکھتے اور آگے منتقل کرتے تھے۔ اس علمی عمل میں خواتین بھی برابر کی شریک تھیں۔[3]

قرآنی علوم کی ترسیل زیادہ تر زبانی روایت کے ذریعے ہوئی، اور چونکہ خواتین گھریلو اور تعلیمی ماحول میں قرآن کی تعلیم دیتی تھیں، اس لیے ان کا کردار نہایت مؤثر رہا۔ یہ کردار صرف نجی دائرے تک محدود نہ تھا بلکہ مساجد اور علمی حلقوں تک بھی پھیلا ہوا تھا۔

قرآنی علوم میں خواتین کی ابتدائی خدمات

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین قرآن کی اولین مخاطب، سامع اور حافظ تھیں۔ امہات المؤمنین خصوصاً **حضرت عائشہؓ** کو قرآن فہمی، اسبابِ نزول اور شرعی استنباط میں غیر معمولی مقام حاصل تھا۔ صحابہؓ اور تابعینؒ ان سے قرآنی آیات کے مفہوم اور اطلاق کے بارے میں رجوع کرتے تھے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فقہ اور تفسیر میں ممتاز تھیں۔[4]

اسی طرح حضرت ام سلمہؓ نے خواتین کی روحانی و سماجی مساوات کے حوالے سے سوالات اٹھائے، جن پر قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ یہ امر اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ خواتین محض سامع نہیں بلکہ فکری اور علمی عمل میں شریک تھیں۔[5]

حفظ اور تعلیمِ قرآن میں خواتین

ابتدائی اسلامی معاشرے میں خواتین بڑی تعداد میں حافظاتِ قرآن تھیں۔ وہ اپنے گھروں، بچوں اور دیگر خواتین کو قرآن کی تعلیم دیتی تھیں۔ یہ تعلیمی عمل قرآن کی حفاظت کا ایک مضبوط ذریعہ ثابت ہوا۔ بعد کی صدیوں میں بھی خواتین نے قرآن کی تعلیم کو ایک مقدس ذمہ داری کے طور پر جاری رکھا، جس سے قرآنی روایت نسل در نسل منتقل ہوتی رہی۔[6]

خواتین اور قراءت

قرآنی قراءت کے میدان میں بھی خواتین کا کردار نمایاں رہا۔ بعض خواتین کو مختلف قراءتوں میں مہارت حاصل تھی اور وہ مرد و زن دونوں کو قرآن پڑھایا کرتی تھیں۔ بعد کے ادوار میں خواتین کو **اجازتِ قراءت (Ijāzah)** دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس علم میں سند یافتہ اتھارٹی رکھتی تھیں۔[7]

اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ خواتین قرآنی علوم کی تاریخ میں محض حاشیے پر موجود نہیں رہیں بلکہ آغاز ہی سے اس علمی روایت کا لازمی حصہ تھیں۔ ان کی خدمات حفظ، تعلیم، فہم اور ترسیلِ قرآن کے ہر مرحلے میں نمایاں نظر آتی ہیں۔ ساتھ ہی سابقہ تحقیق میں پائے جانے والے خلا اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ خواتین کے علمی کردار کو قرآن کی اپنی تعلیمات کی روشنی میں از سرِ نو سمجھا جائے، جس پر مقالے کے اگلے حصوں میں تفصیل سے بحث کی جائے گی۔

تفسیر، تعلیم اور قرآنی روایت میں خواتین کی خدمات

قرآنی علوم کی تاریخ میں خواتین کا کردار صرف حفظ یا سماعت تک محدود نہیں رہا بلکہ انہوں نے قرآنِ مجید کی **تفسیر، تعلیم اور علمی روایت** میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر بعد کے ادوار تک خواتین نے نہ صرف قرآن کو سمجھا بلکہ اس کی تشریح، تدریس اور عملی اطلاق میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ حقیقت اس تصور کی نفی کرتی ہے کہ خواتین اسلامی علوم میں ثانوی حیثیت رکھتی تھیں۔

تفسیرِ قرآن میں خواتین کا کردار

تفسیرِ قرآن اسلامی علوم کا ایک اہم شعبہ ہے، اور اس میدان میں خواتین کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ امہات المؤمنین خصوصاً **حضرت عائشہؓ** تفسیرِ قرآن میں ایک مستند علمی مقام رکھتی تھیں۔ وہ نہ صرف آیات کے لغوی اور سیاقی مفہوم سے واقف تھیں بلکہ اسبابِ نزول اور عملی تطبیق میں بھی مہارت رکھتی تھیں۔ بہت سے صحابہؓ اور تابعینؒ مشکل آیات کی تشریح کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے تھے، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ خواتین تفسیر کے علمی عمل میں مرکزی حیثیت رکھتی تھیں۔[8]

اسی طرح **حضرت ام سلمہؓ** نے متعدد مواقع پر قرآنی آیات کے بارے میں سوالات اٹھائے جن کے نتیجے میں وحی نازل ہوئی یا تشریح واضح ہوئی۔ خصوصاً خواتین کی روحانی مساوات اور اجر کے حوالے سے ان کے سوالات نے قرآنی فہم کو مزید وسعت دی۔ یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین محض تفسیر کی مخاطب نہیں بلکہ اس کی تشکیل میں بھی شریک تھیں۔[9]

تعلیمِ قرآن میں خواتین کی خدمات

قرآنِ مجید کی تعلیم ہمیشہ سے اسلامی معاشرے کی بنیاد رہی ہے، اور اس میدان میں خواتین کا کردار نہایت مضبوط رہا ہے۔ خواتین اپنے گھروں، مساجد اور علمی حلقوں میں بچوں اور بڑوں کو قرآن کی تعلیم دیتی تھیں۔ یہ تعلیمی سرگرمی صرف گھریلو سطح تک محدود نہ تھی بلکہ ایک منظم دینی خدمت کی

حیثیت رکھتی تھی۔ تاریخی مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی خواتین قرآن کی باقاعدہ **معلمات** تھیں اور ان سے مرد و زن دونوں استفادہ کرتے تھے۔[10]

تعلیمِ قرآن کے اس عمل نے نہ صرف قرآن کی حفاظت میں مدد دی بلکہ خواتین کو علمی قیادت کا کردار بھی عطا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کی صدیوں میں خواتین کو قرآن کی تعلیم میں سند (اجازت) دینا ایک معروف روایت بن گئی، جو ان کی علمی اہلیت کا اعتراف تھا۔

قرآنی روایت اور اجازت (Ijāzah) میں خواتین

قرآنی روایت کے تسلسل میں **اجازت (Ijāzah)** کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ یہ اجازت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ کسی شخص نے قرآن یا اس کے علوم کو مستند طریقے سے حاصل کیا ہے۔ تاریخِ اسلام میں کئی خواتین ایسی گزری ہیں جنہوں نے قراءت اور قرآن کی تعلیم میں اجازت دی۔ یہ حقیقت اس تصور کو رد کرتی ہے کہ خواتین قرآنی روایت میں غیر فعال تھیں۔

مشہور قراء اور محدثین نے خواتین سے قرآن پڑھا اور ان سے اجازت حاصل کی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواتین علمی اعتبار سے معتبر اور قابلِ اعتماد سمجھی جاتی تھیں۔ ابن الجزری جیسے علماء نے اپنی کتب میں خواتین قاریات کا ذکر کیا ہے، جو ان کے علمی مقام کی واضح دلیل ہے۔[11]

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین نے تفسیر، تعلیم اور قرآنی روایت میں نہایت فعال اور مؤثر کردار ادا کیا۔ ان کی خدمات محض معاون نہیں بلکہ بنیادی نوعیت کی تھیں۔ خواتین کا یہ علمی کردار قرآن کی اپنی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے، جو علم، فہم اور تقویٰ میں صنفی تفریق کو رد کرتا ہے۔

قرآنِ مجید میں خواتین کے حقوق:

قرآنِ مجید نے خواتین کو ایک باوقار، خود مختار اور ذمہ دار انسان کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔ نزولِ قرآن سے قبل عورت کو معاشرتی، قانونی اور اخلاقی سطح پر شدید محرومی کا سامنا تھا، مگر قرآن نے نہ صرف اس کی انسانی حیثیت کو تسلیم کیا بلکہ اسے واضح حقوق عطا کیے۔ قرآن کی تعلیمات میں خواتین کو مردوں کے برابر روحانی، اخلاقی اور قانونی ذمہ داریوں کا حامل قرار دیا گیا ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں خواتین کے حقوق کسی ثانوی رعایت کا نتیجہ نہیں بلکہ بنیادی دینی اصول ہیں۔[12]

روحانی مساوات اور دینی حیثیت

قرآنِ مجید نے سب سے پہلے عورت اور مرد کے درمیان **روحانی مساوات** کو واضح کیا۔ ایمان، عبادت اور تقویٰ میں کسی صنفی فرق کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ قرآن فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ... أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾[13]

ترجمہ:

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں... اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

یہ آیت اس بات کا قطعی اعلان ہے کہ اللہ کے نزدیک عزت اور فضیلت کا معیار جنس نہیں بلکہ تقویٰ ہے۔[14]

علم حاصل کرنے کا حق

قرآنِ مجید نے علم کو انسان کی بنیادی ضرورت اور دینی فریضہ قرار دیا ہے۔ چونکہ علم کا حکم عمومی ہے، اس لیے اس میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں۔ قرآن بار بار غور و فکر، تدبر اور فہم کی دعوت دیتا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ خواتین بھی علم حاصل کرنے اور علمی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی پوری حق دار ہیں۔ یہی قرآنی تعلیمات تھیں جن کی بنا پر خواتین قرآنی علوم، حدیث اور فقہ میں نمایاں مقام تک پہنچیں۔

معاشی اور قانونی حقوق

قرآنِ مجید نے خواتین کو **مکمل قانونی شناخت** عطا کی۔ عورت کو ملکیت رکھنے، وراثت پانے اور مالی معاملات انجام دینے کا حق دیا گیا۔ قرآن فرماتا ہے:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ﴾[15]

ترجمہ:

مردوں کے لیے بھی حصہ ہے اس مال میں جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں، اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے۔

یہ حکم نزولِ قرآن کے دور میں ایک انقلابی قدم تھا، کیونکہ عورت کو پہلی مرتبہ باقاعدہ وارث تسلیم کیا گیا۔[16]

خاندانی حقوق اور سماجی تحفظ

قرآنِ مجید نے خاندان کو معاشرے کی بنیاد قرار دیا اور عورت کو اس میں عزت اور تحفظ فراہم کیا۔ ازدواجی زندگی کو سکون، محبت اور رحمت پر قائم کیا گیا:

﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾[17]

ترجمہ:

اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔

اس تصور میں عورت کو محکوم نہیں بلکہ شریکِ حیات کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جس کے حقوق اور احترام کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

سماجی و اخلاقی ذمہ داریاں

قرآنِ مجید نے خواتین کو سماجی اصلاح اور اخلاقی ذمہ داریوں میں بھی شریک قرار دیا ہے۔ فرمایا گیا:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾[18]

ترجمہ:

مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔[19]

یہ آیت خواتین کے سماجی کردار اور اجتماعی ذمہ داریوں کی واضح دلیل ہے، جس کے تحت وہ تعلیم، اصلاح اور دینی خدمت میں حصہ لے سکتی ہیں۔

اس واضح ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید نے خواتین کو روحانی مساوات، علم کے حصول، معاشی خودمختاری، خاندانی تحفظ اور سماجی شرکت جیسے جامع حقوق عطا کیے ہیں۔ یہی قرآنی رہنمائی خواتین کی قرآنی علوم میں فعال شرکت کی مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔ قرآن کے نزدیک عورت ایک باوقار، ذمہ دار اور علم و عمل کی اہل ہستی ہے، نہ کہ محض ایک تابع یا ثانوی وجود۔

نتائج بحث:

1. خواتین نے آغازِ اسلام سے ہی قرآنی علوم (حفظ، قراءت، تعلیم اور فہم) میں فعال اور مؤثر کردار ادا کیا۔
2. قرآنی علوم میں خواتین کی شرکت قرآنِ مجید کی تعلیمات کے عین مطابق اور شرعی طور پر جائز ہے۔
3. امہات المؤمنین خصوصاً حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ قرآنی فہم اور تشریح میں مستند علمی مقام رکھتی تھیں۔
4. قرآنِ مجید نے عورت اور مرد کے درمیان روحانی اور اخلاقی مساوات کو واضح طور پر تسلیم کیا ہے۔
5. خواتین کو علم حاصل کرنے اور تعلیم دینے کا حق قرآن کی عمومی تعلیمات سے ثابت ہے۔
6. قرآن نے خواتین کو مستقل قانونی اور معاشی شناخت عطا کی، جس میں وراثت اور ملکیت کے حقوق شامل ہیں۔

7. خواتین کا قرآنی علوم میں کردار کسی سماجی رعایت کا نتیجہ نہیں بلکہ قرآنی اصولوں کا فطری اظہار ہے۔
8. بعد کے ادوار میں خواتین کے علمی کردار میں کمی کی بنیادی وجہ سماجی و ثقافتی عوامل رہے، نہ کہ قرآنی تعلیمات۔
9. قرآنی رہنمائی خواتین کو سماجی اصلاح اور اخلاقی ذمہ داریوں میں فعال شرکت کی اجازت دیتی ہے۔
10. خواتین کی قرآنی خدمات اور حقوق کا اعتراف اسلامی علمی روایت کی تکمیل اور توازن کے لیے ناگزیر ہے۔

---

[1]۔ محمد ابوزہرہ، تاریخ المذاهب الإسلامية، قاہرہ: دار الفکر العربي، 1958ء، ص 23–25۔

[2]۔ جلال الدين السيوطي، الإتقان في علوم القرآن، بیروت: دار الفکر، 1996ء، ج 1، ص 7–10۔

[3]۔ بدر الدين الزركشي، البرهان في علوم القرآن، قاہرہ: دار التراث، 1988ء، ج 1، ص 13–15۔

[4]۔ شمس الدين الذهبي، سير أعلام النبلاء، بیروت: مؤسسة الرسالة، 1993ء، ج 2، ص 135–140۔

[5]۔ القرآن الکریم، سورۃ الأحزاب، آیت 35۔

[6]۔ محمد مصطفى الأعظمي، تاريخ تدوين القرآن، ریاض: دار السلام، 2003ء، ص 112–115۔

[7]۔ ابن الجزري، غاية النهاية في طبقات القراء، بیروت: دار الکتب العلمية، 2006ء، ج 2، ص 320–325۔

[8]۔ شمس الدين الذهبي، سير أعلام النبلاء، بیروت: مؤسسة الرسالة، 1993ء، جلد 2، ص 135–140۔

[9]۔ القرآن الکریم، سورۃ الأحزاب، آیت 35۔

[10]۔ وہبہ الزحیلی، الفقه الإسلامي وأدلته، دمشق: دار الفکر، 1985ء، جلد 2، ص 15–22۔

[11]۔ محمد اکرم ندوی، المرأة في الحديث النبوي، آکسفورڈ: دار الهدى، 2007ء، جلد 1، ص 45–52۔

[12]۔ القرآن الکریم، سورۃ الأحزاب، آیت 35۔

[13]الأحزاب: 35

[14]۔ فضل الرحمن، اسلام اور جدیدیت، لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 1985ء، ص 62–68۔

[15]النساء: 7

[16]۔ القرآن الکریم، سورۃ النساء، آیت 7۔

[17]الروم: 21

[18]التوبہ: 71

[19]۔ القرآن الکریم، سورۃ الروم، آیت 21۔